نوحہ

جس دم چلی جناں کو محمدؐ کی لاڈلی
آنسو بہاتی جاتی تھی کہتی تھی یا علیؑ
امت کے ہر ستم کو نہ بُھولوں گی میں کبھی
تدفین کرنا شب کے اندھیرے میں تم میری
نظروں میں تھی وصیتِ زہرا تو غمزدہ
روتے چلے تھے شب میں بقیّہ کو مرتضیٰؑ

تاریک شب میں اُٹھا جنازہ بتولؑ کا
دشمن ہوا تھا ایسے زمانہ بتولؑ کا

رو کر صدائیں دیتی تھی بابا کو بار بار
جس وقت در عدو نے جلایا بتولؑ کا

شعلوں میں جو گِھرا تھا وہ دکھیا پہ در گرا
ہئے ہو گیا ہے پہلو شکستہ بتولؑ کا

زینبؑ کے دل پہ ایک قیامت سی ڈھا گیا
دربارِ اشقیاء میں وہ جانا بتولؑ کا

ہئے ہئے ستم کہ ٹوٹی ہوئی پسلیوں کے ساتھ
دشوار سانس لینا ہوا تھا بتولؑ کا

شیرِ خدا کی آنکھ ہے محسنؑ کے غم میں نم
حیدرؑ کا دل دُکھاتا ہے رونا بتولؑ کا

جھٹلائی اہلِ ظلم نے سرکار کی سند
دل اِس طرح سے اور دُکھایا بتولؑ کا

کوئی مدد کو آئے کہ حیدرؑ پہ ہے جفا
نرغے میں ہے عدو کے سہارا بتولؑ کا

لپٹا کے اپنی بیٹی کو روتی ہے جس گھڑی
زینبؑ کو خوں رلاتا ہے گریہ بتولؑ کا

قابو رہا نہ قلب پہ چلّا کے رو پڑے
حیدرؑ نے زخمِ پہلو جو دیکھا بتولؑ کا

کمسن حسینؑ کو جو سلاتی تھی چل بسی
اب کیسے سوئے گود کا پالا بتولؑ کا

اظہآر گرچہ دکھیا کو صدیاں گزر گئیں
اب بھی سنائی دیتا ہے نوحہ بتولؑ کا

شاعرِ اہلِ بیتؑ علی اظہآر